از مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط
اڈیٹر اخبار "زمزم"

قسط ۱

اسلام اور سائنس

جن مسلمان نوجوانوں نے انگریزی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مغربی طرز کی تعلیم حاصل کی ہے ان میں اور ان کی وساطت سے دوسرے "تعلیم یافتہ" مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ مذہب اور سائنس میں اصولی اور بنیادی اعتبار سے اختلاف اور تضاد ہے اور گذشتہ تین صدی سے ان میں ایک ایسی جنگ برپا ہے جسے ختم کرنے کی تمام کوششیں اب تک بیکار ثابت ہوئی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ موجودہ زمانہ کے علمی اکتشافات، تجربہ اور مشاہدہ کے اس دائرہ میں آگئے ہیں جہاں مذہب کو قدم رکھنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ ایک طرف سائنس کے حقائق ہیں جو معائنہ کی سطح پر آچکے ہیں۔ دوسری طرف مذہب کے نظریات و مفروضات ہیں جو ایمان بالغیب سے آگے نہیں بڑھتے۔ سائنس کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جارہا ہے اور مذہب بنیادی اعتبار سے ترقی اور نمو کی صلاحیت کھوتا جارہا ہے۔ اس نمایاں فرق کا جو نتیجہ برآمد ہوگا وہ یہی ہوگا کہ ایمان بالغیب کو مشاہدہ اور معائنہ پر قربان کر دیا جائے گا اور مذہب کے لئے علمی سوسائٹی میں کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔ انگلستان کے مشہور سائنس داں پروفیسر اے این وائٹ ہیڈ کو بھی بالآخر اس حقیقت کا معترف ہونا پڑا کہ

"مذہب اور سائنس کے درمیان جس نوعیت کا تصادم برپا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ گذشتہ نصف صدی میں ان کے درمیان توافق و تطابق کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکی اب تو لامحالہ یہ فیصلہ کرنا ہی پڑے گا یا تو سائنس کے واضح حقائق کو خیر باد کہہ دیا جائے گا یا مذہب ہی کو اس کے لئے جگہ خالی کرنی پڑے گی۔" [1]

---

[1] صفحہ ۲۱۰ Science & The Modern World

مذہب اور سائنس کے بارے میں جن دماغوں میں ان خیالات کی پرورش ہو رہی ہے وہ چونکہ اتفاق سے اسلامی دماغ ہیں اس لئے اکتشافات جدیدہ تجربہ اور مشاہدہ سے مرعوب ہو کر سمجھایہ جارہا ہے کہ اسلام بھی سائنس کا حریف ہے اور مذہب وسائنس کی جنگ میں وہ بھی برابر کا حصہ دار ہے اور چونکہ مذہب زیادہ عرصہ تک مشاہدات کے میدان میں کھڑا نہ ہو سکے گا اس لئے انجام کار ''اسلام'' کو بھی شکست کھا کر پیچھے ہٹنا پڑے گا اور کچھ عرصہ کے بعد دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

بنیادی غلطی: بلا شبہ مغربی علماء اور مفکرین نے یہ اعلان کیا ہے کہ مذہب اور سائنس میں تضاد واختلاف ہے اور سائنس رجعت پسندانہ خیالات اور مابعد الطبیعاتی مسائل کو شکست دے چکی ہے یہ بھی صحیح ہے کہ علمی اکتشافات نے یورپ میں مذہب کو زبردست شکست دی ہے اور وہاں اس شکست کی بناپر دہریت کو نوے فیصدی ووٹ حاصل ہوگئے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی فراموش نہ کرنی چاہئے کہ مغربی حکماء وفضلا کی اصطلاح میں ''مذہب'' سے مراد صرف عیسائی مذہب ہے، اسلام نہیں ہے۔ یہ فخر صرف عیسائیت کو حاصل رہا ہے کہ اس نے گیارہویں صدی عیسوی سے علوم واکتشافات کا مقابلہ کیا تو اٹھارہویں صدی عیسوی تک اس کا پیچھا نہ چھوڑا، اور مقابلہ بھی اس شدت کے ساتھ کیا کہ آج وہی مقابلہ کلیسا کے لئے روسیاہی کا باعث بنا ہوا ہے۔ چرچ وکلیسا، پاپائے روم کا منصب جلیلہ، عیسوی عدالتیں۔ محکمہ احتساب رجال مذہب غرض عیسویت کا وہ کون سا شعبہ تھا جس نے سائنس کا بے جگری کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا اور علماء وحکماء کے خون سے ہاتھ نہیں رنگے؟ آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مغربی علوم واکتشافات کی جنگ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں سے ان کی جہالت سے اور ان کے طریق فکر سے ہے مگر یہ علم اور جہالت کی جنگ ہوگی۔ اسلام اور سائنس کی جنگ نہ ہوگی کیونکہ اسلام خود جہالت کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے علم وحکمت کی راہیں کشادہ کر چکا ہے۔ اور ایک سچے مسلمان کی زبان سے اعلان کراچکا ہے کہ اعوذ باللہ ان اکون من

اس کے علاوہ ذرا اس بات پر بھی غور کیجئے کہ کیا یورپ کے کسی سائنس داں اور فلسفی نے طبعیات، معاشیات اور سیاسیات کے کسی ماہر نے علم الحیات اور علم الانسان کے کسی فاضل نے یا مطالعہ مذاہب کے کسی محقق اور مصنف نے معرکہ مذہب و سائنس کے سلسلے میں کبھی اسلام کا نام لیا؟ کبھی کسی کی زبان سے سنا کہ اسلام بھی سائنس کا حریف ہے؟ کیا خود اسلام کے نمائندوں نے اس تصادم کی حقیقت کا اقرار کیا؟ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان تاریخ کے ماہر ہیں کیا وہ بتا سکیں گے کہ اسلام بھی محکمہ احتساب (*) کے نام سے واقف ہے۔ کبھی کسی عالم کو علم و تحقیق اور اکتشاف واختراع کے جرم میں اسلام کے نام پر زندہ جلایا گیا؟ کیا کسی زمانہ میں بھی کوئی ایسی مخصوص عدالت قائم کی گئی جس میں اسلام نے مستغیث کی حیثیت اختیار کر کے کسی عالم اور مخترع کو جانوروں کے سامنے ڈلوایا ہو یا شکنجہ میں جکڑ کر اس کی جان نکالی ہو؟ سائنس داں نہیں کہتے کہ اسلام اور سائنس میں جنگ ہے۔ اسلام کے نمائندوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ اسلام حقائق علمیہ کا حریف ہے۔ کوئی شخص اب تک ادنیٰ ثبوت بھی نہ دے سکا کہ اسلام کی سرحد میں اکتشافات کا گزر نہیں ہو سکتا، اور نہ یہ کوئی بتا سکا کہ اسلام نے سائنس کے مقابلہ پر کہاں اور کب شکست کھائی؟ اس کے باوجود "مذہب" کے نام سے دھوکہ کھا کر یہ خیال جما لینا کہ اسلام، سائنس کا دشمن اور سائنس اسلام کی دشمن ہے۔ ایک ایسا خیال ہے جس کے اظہار کے لئے جنون کی اور باور کرنے کے لئے حماقت کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ چرچ اور علم کا تصادم ہوا۔ نظری اعتبار سے بھی اور عملی اعتبار سے بھی اور عیسائیت کی مشنری مسلسل تین صدی تک اس کے مقابلہ پر متحرک رہی اور اس کا نام رکھا گیا "مذہب اور سائنس کا معرکہ" اور "مذہب" سے مراد وہ خوفناک نظام لیا گیا جو کلیسا کے سہارے اور مسیح اور پطرس کے نام پر علم اور سائنس کی راہ میں صدیوں تک حائل رہا۔ ان حالات میں سائنس کے مقابلہ پر اسلام کا نام لینا اور عیسائیت کا عبرتناک حشر دیکھ کر سہم جانا ایک ایسی مضحکہ انگیز حرکت ہے جسے علم کی بارگاہ سے کبھی معافی نہیں مل سکتی۔

سائنس عیسائیت کا ردعمل ہے: قرآن کریم نے عقل و فہم کے استعمال پر زور دیا ہے۔ آباء واجداد کی اندھی پیروی سے منع فرمایا ہے۔ شک وریب اور ظن

استعمال پر زور دیا ہے۔ آباء واجداد کی اندھی پیروی سے منع فرمایا ہے۔ شک وریب اور ظن وتخمین کی مذمت فرمائی ہے۔ کتاب الٰہی میں جگہ جگہ عقل وفہم، شعور، تدبر، بصیرت، برہان اور یقین کا نام آیا ہے اور ان کا صحیح استعمال نہ کرنے والوں کو جانوروں سے تشبیہ دے کر انہیں اندھا، بہرا اور گونگا قرار دیا ہے۔ مگر آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ ساری بائبل میں ایک جگہ بھی عقل یا اس کے ہم معنی کسی دوسرے لفظ کا ذکر نہیں آیا ہے۔ بائبل کی ڈکشنری اور بائبل کی انسائیکلوپیڈیا موجود ہے۔ اس میں عقل اور فہم کے لئے کوئی لفظ آپ کو نہیں ملے گا۔ کلیسا ہمیشہ عقل کی دشمن رہی ہے تاکہ "ایک میں تین اور تین میں ایک" کا نامعقول اور ناقابل فہم عقیدہ اس کی زد سے محفوظ رہے۔ ٹرینٹ (Trent) کی مشہور کونسل میں جو ۱۵۵۱ء میں منعقد ہوئی تھی، پوپ کی صدارت میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں مسیحی عقائد ونظریات کی تائید وتوثیق کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا گیا کہ

> "یہ کونسل ان متکلمین کی سختی کے ساتھ مذمت کرتی ہے جو مشکلات کو حل کرنے کے لئے عقل کا سہارا لیتے اور دلیل وحجت کا استعمال کرتے ہیں۔" [۱]

لیکن اس "عقل دشمنی" کا نتیجہ کیا نکلا؟ اے این وائٹ ہیڈ لکھتے ہیں:

> "بلاشبہ یہ ردعمل عہد وسطی کی بے لگام عقلیت (Rationalism) کے لئے ضروری تھا مگر یہ ردعمل خود اپنی حدود سے تجاوز کر گیا تاہم اس سے ایک صحیح نتیجہ بھی نکل آیا یعنی عصری علوم اور سائنس کی پیدائش عمل میں آگئی۔" [۲]

یعنی سائنس اور علوم جدید، عیسائیت کی بے عقلیت کے عین مخالف سمت میں واقع ہیں اور ان کا ظہور عیسائیت کی علم دشمنی کا کھلا ارتجاعی عمل ہے! اس سے ثابت ہوا کہ معرکۂ مذہب اور سائنس کی داستان صرف عیسائیت کے دائرہ تک محدود ہے اور اسلام کو اس مصارعہ ومجادلہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ جو مذہب عقل وادراک فہم وبصیرت اور برہان وبیّنہ کی پختہ چٹانوں پر قائم ہو وہ علم واکتشافات کا معاون ہوگا، مخالف نہ ہوگا اور جہاں یہ تعاون وتعاضد ہوگا وہاں تصادم

---

۱. History of The Council of Trent By Father Paul Sarpi

۲. سائنس اینڈ دی ماڈرن ورلڈ صفحہ ۲۱

واختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

ڈریپر اور اسلام: مذہب اور سائنس کی جنگ پر یورپ کے مشہور محقق ڈریپر نے ''معرکہ مذہب وسائنس'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کی ایک ایک سطر میں مذہب کے مقابلہ پر سائنس کی حمایت کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ سائنس کے مقابلہ پر مذہب ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتا، مگر خود ڈریپر سے دریافت کرو کہ مذہب سے اس کی کیا مراد ہے؟ اگر سائنس کی دشمنی میں اسلام بھی مسیحیت کا ہمنوا ہوتا تو ڈریپر اسلام پر اسی طرح بمباری کرتا جس طرح اس نے عیسویت کے قلعہ پر کی اور یہ بتاتا کہ سائنس کی مخالفت میں کچھ عیسویت ہی کو اختصاص حاصل نہیں ہے بلکہ اسلام بھی اس میں برابر کا شریک ہے۔ مگر اس نے علوم جدیدہ کی حمایت میں کلیسا پر، پاپائیت پر، کتب مقدسہ پر کونسلوں کے فیصلوں پر، محکمۂ احتساب اور عیسوی عدالتوں پر جس شدت کے ساتھ بمباری کی ہے اسی شدت کے ساتھ اس نے اس امر حق کا بھی اعلان کیا ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ علوم واکتشافات کی سرپرستی کی اور یورپ کو ضلالت سے نکال کر ذروۂ کمال پر پہنچایا، اس نے بتایا ہے کہ جس زمانہ میں سارا یورپ جہل وضلالت، کوری وحمایت میں مبتلا تھا، اسپین اور بغداد کی یونیورسٹیوں میں علم وتحقیق کی شمع روشن تھی جس کی شعاعوں سے نصف معمورۂ ارضی منور ہو رہا تھا۔ اس نے پوری صفائی سے اعلان کیا کہ جس زمانہ میں پوپ اور محکمۂ احتساب کے حکم سے حرکت زمین کے قائلین کو زندہ جلایا جا رہا تھا، اس وقت اسپین کے عرب اساتذہ اور حکماء اسلامی یونیورسٹیوں میں حرکت زمین کی تعلیم دے رہے تھے۔ نیز مسلمانوں نے علم الحیات وعلم الافلاک میں علم مناظر ومرایا میں علم کیمیا اور علم نجوم وطب میں سیاروں کی حرکات وپیائش اور ان کے مرور وہبوط کی تحقیق میں وہ عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن سے موجودہ یورپ کو مستفید ہونے کا موقع ملا۔

ان حقائق کی موجودگی میں کیا ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ معرکۂ مذہب وسائنس سے ڈریپر کی مراد اسلام اور سائنس کا تصادم ہے؟ اس کے سامنے مسیحیت ہے، کلیسا ہے، پوپ اور ان کے فیصلے ہیں، محکمۂ احتساب اور ان کے شکنجے ہیں، جبور

ڈانو برونو[1] کی جلی ہوئی ہڈیاں اور گلیلو کا نحیف جسم ہے جو دوربین کی ایجاد کے جرم میں سیکڑوں تازیانے کھاچکا ہے!

محکمۂ احتساب: غرض یورپ کے مورخین اور سائنس و حکمت کے ماہرین کو اس امر کا اعتراف ہے کہ اسلام اور مسلمان علوم و اکتشافات کے مخالف نہیں ہیں اور نہ اسلام اور سائنس میں کسی قسم کا تصادم و تضاد ہے، اگر ان میں تصادم ہوتا تو مسلمان علم و حکمت کی کبھی سرپرستی نہ کرتے اور کبھی اپنی درسگاہوں میں ایسی تعلیم نہ دیتے جس کی بنا پر اٹلی، فرانس، انگلستان، اسپین اور پرتگال میں ہزاروں علماء اور حکماء کو زندہ جلایا گیا، اور بیشمار اشخاص کو اکتشافات کے جرم میں جیلوں اور کوٹھریوں میں گھلا گھلا کر مار دیا گیا۔

تیرہویں صدی عیسوی میں اٹلی میں محکمہ احتساب قائم کیا گیا۔ جس کی نقل انگلستان اور فرانس میں بھی اتاری گئی اور اسپین میں نہ صرف نقل اتاری گئی بلکہ اس پر عمل بھی پوری قوت کے ساتھ کیا گیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ اشخاص کو اس کی بدولت مشق ستم بننا پڑا رائٹ آنریبل جے۔ ایم رابرٹسن لکھتے ہیں۔

> "محکمہ احتساب کی بدولت تعذیب و تخریب، قتل و خونریزی کا جو مسلسل مظاہرہ ہوا ہے اس کے اعداد و شمار اس قدر ہولناک ہیں کہ جو دہ مہذب دنیا انہیں باور کرنے پر آمادہ نہ ہوگی۔ صرف کاسٹائل میں "چند سالوں کے اندر" دو ہزار اشخاص زندہ جلا دیئے گئے اور جن اشخاص کو مختلف عذابوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا گیا، ان کی تعداد بیس ہزار سے کم نہیں ہے۔"[2]

انگلستان میں علماء و حکماء کو علوم و اکتشافات کے جرم میں اور مذہبی اشخاص کو الحاد و زندقہ کی پاداش میں ۱۴۱۴ء سے ۱۴۶۷ء تک مسلسل پھانسیاں دی گئیں۔ زندہ جلایا گیا اور شکنجوں میں کسا گیا۔ آدم آف ارسک کا بیان ہے کہ ایسے ستم رسیدہ اشخاص کی تعداد ۲۳۰۰۰ ہے مگر اسی کے

---

[1] برونو (Jiordano Bruno) ۱۵۴۵ء۔۱۶۰۰ء پر روم کی مذہبی عدالت نے حرکت زمین کے قائل ہونے کی بنا کر کفر والحاد کا فتویٰ لگایا اور مارے ڈر کے یہ غریب سارے یورپ میں مارا مارا پھرا۔ ۱۵۹۲ء میں اس کی شامت نے دھکا دیا اور اٹلی واپس چلا آیا۔ یہاں محکمہ احتساب کے "تازی کتے" اس کی تاک میں تھے۔ فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ سات سال تک جیل میں رہنے کے بعد آخر اسے ۱۷ر فروری ۱۶۰۰ء میں زندہ جلا دیا گیا۔ ۱۲ منہ

[2] رابرٹسن صفحہ ۱۷۶ History Of Christianity

ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ ان سب ہی کو پھانسی پر نہیں لٹکایا گیا۔ [۱]

اسپین میں "قانون ایمان" (Auoto da Fi) کے ماتحت جس شخص کو مجرم گردانا جاتا تھا اسے ارکان سلطنت اور رجال مذہب کے سامنے زندہ جلادیا جاتا تھا۔ چنانچہ جن اشخاص پر اس قانون کی تلوار چلائی گئی ان کی تعداد تیس ہزار سے کم نہ تھی اور ان میں بھی زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو آگ کے الاؤ میں جھونک کر خاکستر بنادیئے گئے۔ [۲]

یہاں محکمہ احتساب کی تاریخ بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ یہ دکھانا ہے کہ سائنس واکتشافات اور عیسوی مذہب میں نہ صرف نظری اختلاف و تصادم تھا بلکہ مسیحیت نے عملی طور پر علم و حکمت کی بنیادوں کو اکھیڑنے کا عزم کرلیا تھا۔ اگر سائنس استقامت کے ساتھ قائم رہ کر مسیحیت کو ذلت آمیز شکست دینے میں کامیاب نہ ہوتی تو محکمہ احتساب کے شعلے ہمیشہ بلند رہتے اور اکتشافات کا بچہ کبھی اپنے بلوغ کو نہ پہنچتا۔ [۳]

اس کے مقابلہ میں آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ علم واکتشاف کے جرم میں کبھی کوئی شخص علماء اسلام کے فتوے کی رو سے قتل کیا گیا۔ یا کسی اسلامی حکومت نے کسی شعبۂ علم کو الحاد وزندقہ قرار دے کر اس کے حامیوں کو پھانسی پر چڑھایا یا کسی ملک میں کسی وقت اسلامی محکمۂ احتساب قائم کیا گیا اور اس پر مورخین کو کتابیں لکھنی پڑیں۔ کسی شیخ الاسلام، کسی عالم وامام کا نام لو اور بتاؤ کس نے کب علوم و حکم کی مخالفت کی اور اسے کفر والحاد سے تعبیر کر کے حکماء کو شکنجوں میں کسایا قید خانوں میں گھلا گھلا کر مارا؟ یورپ تک کے مورخین کو اعتراف ہے کہ علم و حکمت کی اشاعت کے جرم میں جس وقت علماء و حکماء کو زندہ جلایا جارہا تھا اس وقت اسلامی درگاہوں میں پوری آزادی کے ساتھ تحقیقات اور ریسرچ کا کام جاری تھا اور اساتذہ اور طلبا اسرار کائنات کی عقدہ کشائی میں لگے ہوئے تھے۔

---

۱ ایچ بریڈلا بونر صفحہ ۱۰ Penalties Upon Opinion

۲ تفصیل کے لئے دیکھو سر الیگزنڈر کا ذوکی کتاب A Shart History Of The Inguisition

۳ سائنس اور عیسویت کے تصادم کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتاب پر ضرور نظر رکھنی چاہیئے:

The Laws Relating To Blasphemy　از چارلس بریڈلا

The Past And Present Of Our Heresy Laws　از ڈاکٹر ڈبلیو اے ہنٹر

History Of Criminal Law　از سر جیمس اسٹیفن

A History Of The Crime Of Blasphemy　از جی۔ ڈی نوکس

ہمارا دعویٰ تھا کہ سائنس اور عیسویت میں تصادم ہے اسلام اور سائنس میں کوئی تصادم نہیں ہے اور جن تعلیم یافتہ نوجوانوں کا خیال ہے کہ اسلام بھی علوم و حکم اور اکتشافات کا مخالف ہے وہ یا تو انتہا درجہ کے جاہل ہیں یا پرلے درجہ کے نادان اور بے سمجھ، سو ہمارا یہ دعویٰ صرف ان چند سطور ہی سے ثابت ہو گیا ہے مگر ایک قدم اور آگے بڑھ کر یہ ثابت کریں گے کہ عیسویت کے مقابلہ پر اس جنگ میں سائنس کو فتح مبین حاصل ہوئی ہے اور مسیحیت نے اس بری طرح شکست کھائی ہے کہ یورپ میں کلیسا کی بنیادیں ہل گئی ہیں اور مسیحی ارکان کو نہایت ذلت کے ساتھ اس کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔

مسیحیت کی شکست: ایک زمانہ تھا کہ حرکت زمین کے قائلین کو زندہ جلادیا جاتا تھا اور سائنس واکتشافات کی مخالفت کے لئے رومی کلیسا کو دنیا کا سب سے بڑا ہولناک اور خوفناک محکمہ (احتساب) قائم کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد وہ زمانہ بھی آیا کہ سائنس اپنے ارتقائی منازل طے کرتی رہی اور مسیحیت کو اپنا موقف بدلنا پڑا۔ یہ سائنس کی زبردست فتح ہے کہ کلیسا کو محکمۂ احتساب توڑنا پڑا اور مجبور ہو کر اس نے اعلان کیا کہ مسیحیت پر علمی نکتہ چینی کوئی قابل تعزیر جرم نہیں ہے۔ علماء اور محققین کو حق ہے کہ وہ مسیحی علم کلام کو نقد و تبصرہ کی کسوٹی پر رکھیں اور دنیا کو غور و فکر کی دعوت دیں۔ پروفیسر گور (Gore) جو وارسسٹر، برمنگھم، اور آکسفورڈ کے بشپ رہ چکے ہیں اور جو یورپ میں سائنس کے مقابلہ پر مسیحیت کے زبردست حامی تصور کئے جاتے ہیں، مخالفین کی نکتہ چینی کے متعلق فرماتے ہیں:

> "ہم ایک لمحہ کے لئے بھی اس حماقت کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتے کہ مسیحی لٹریچر اور کتب مقدسہ پر نکتہ چینی کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے، علم و خرد کا تقاضہ ہے کہ کتب مقدسہ پر سخت سے سخت نکتہ چینی کا حق مخالفوں کو دیا جائے اور پوری اجازت دی جائے کہ ہر شخص تاریخ کی روشنی میں ہماری تاریخی دستاویزات کی جانچ پرتال کرے۔" [1]

علم الحیات کا مشہور ماہر ہکسلے (Julian Hexley) اس رواداری اور کشادہ نظری کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

---

[1] بشپ گور صفحہ ۱۶۸ Belief in God

"علم النفس اور مطالعہ مذاہب کی ترقی نے چرچ کے زاویہ نگاہ میں بہت بڑی حد تک تبدیلی پیدا کردی ہے۔ مذہب (یعنی عیسوی مذہب) کی سخت گیری جو نصف صدی پیشتر کلیسائی حلقوں میں موجود تھی وہ آج مفقود نظر آتی ہے۔ ؎

گویا کلیسا نے دارو گیر سے توبہ کر کے سائنس کے لئے میدان صاف کردیا اور یورپ کے حکماء نے اس وسعت نظری کا بڑھ چڑھ کر شکریہ ادا کیا، لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ کلیسا نے نہ صرف سائنس کے لیے راستہ صاف کر کے شکست کھائی بلکہ اس نے اس حقیقت کا بھی اعلان کردیا کہ مذہب اور سائنس میں کسی قسم کا تصادم اور کسی نوعیت کا اختلاف نہیں۔ ہے! سائنس نے بلاشبہ کلیسا کی رواداری کا شکریہ ادا کیا، مگر اس نے چرچ کا یہ "ارتداد" گوارا نہ کیا کہ مذہب اور سائنس میں کوئی اختلاف و تصادم نہیں اور ان میں پورا پورا اتفاق ہو گیا ہے! سائنس اپنے مقام پر کھڑی ہے بلکہ آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کا اب بھی یہی خیال ہے کہ عیسوی مذہب سے اس کا توافق نہیں ہو سکتا، مگر کلیسا اور اس کے ارکان، سائنس کے خلاف متحدہ محاذ قائم کر کے علماء کو زندہ جلا کر پہلے تو اس منزل میں آئے کہ کتب مقدسہ پر ہر شخص کو نکتہ چینی کا حق حاصل ہے اور پھر اپنی ہزیمت کا کھلا اعتراف کرتے ہوئے اس اعلان پر بھی آمادہ ہو گئے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی اختلاف نہیں ہے! کیا اس سے بڑھ کر مسیحیت کی شکست اور سائنس کی کوئی اور فتح ہو سکتی ہے؟ سائنس کا اب تک اعلان ہے کہ مذہب سے اس کی دوستی نہیں ہو سکتی، مگر مذہب (یعنی مسیحیت) نے اس کے سامنے یہاں تک گھٹنے ٹیک دیئے کہ چھ سو سال کی مسلسل معرکہ آرائی کو بھی فراموش کردیا۔

اس سلسلہ میں اے این وائٹ ہیڈ کا قول نقل ہو چکا ہے کہ یا تو مذہب (مسیحیت) باقی رہے گا یا سائنس کو بقا کی دولت حاصل ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسیحیت اور سائنس دوش بدوش چلتے رہیں اور ان میں اختلاف و تزاحم کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔

ایک تازہ واقعہ: اس سلسلہ میں ہم ایک تازہ واقعہ کی طرف ناظرین کرام کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ گذشتہ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں آل انڈیا ریڈیو بمبئی نے سائنس اور مذہب پر چند تقریروں کا انتظام کیا تھا، چنانچہ اس موضوع پر پہلی تقریر بمبئی کے ایک مشہور ڈاکٹر اور سائنس داں سی ایل ڈی ایوائن (D,Avoine) نے کی اور ثابت کیا کہ "مذہب" سائنس کا

؎ ہکسلے صفحہ ۱۳۲ Essays in Popular Seience

دشمن ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اپنے دعوے کے اثبات کے لئے جو دلائل پیش فرمائے تھے ان کا جواب دینے کے لئے بمبئی کے آرچ بشپ رابرٹ کو موقعہ دیا گیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔

"ڈاکٹر ڈی اوائن نے سائنس کے حقائق کا اظہار کرتے ہوئے مابعد الطبیعیاتی مسائل سے انکار کیا ہے مگر یاد رہے کہ مذہب (!) اور سائنس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ۱۹۲۹ء میں فرنچ اکاڈمی آف سائنس کے چند ممبروں کی طرف سے بھی یہ اعلان کیا گیا تھا کہ "مذہب" اور سائنس میں کوئی معرکہ نہیں ہے۔"

ڈاکٹر صاحب کو جنہوں نے اس بحث کا افتتاح کیا تھا پھر جواب الجواب کا موقع دیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔

"موجودہ سائنس کی تاریخ کا ہر صفحہ گواہ ہے کہ مذہب اور سائنس میں کس شدت کا معرکہ کارزار گرم رہا ہے۔ چرچ نے گلیلیو (Galieo) کے انکشافات کو غلط قرار دے کر اسے سخت اور سنگین سزا دی۔ کوپرنیکس (Copernicus) کے "نظریہ شمسی المرکز" (Heliocentric Theory) یعنی اس نظریہ کو کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے کفر والحاد اور کتب مقدسہ کی مخالفت سے تعبیر کیا گیا اور اس خیال کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا گیا۔ ۵ر مارچ ۱۶۱۶ء کو پوپ پال چہارم نے ایک اعلان شائع کیا جس میں کوپرنیکسی نظریہ کو کتب مقدسہ کے خاف قرار دیا گیا اور ہدایت کی گئی کہ اس نظریہ کی کسی جگہ بھی اشاعت نہ کی جائے۔ اس کے علاوہ ہر شخص جانتا ہے کہ "مذہب" نے ڈاروِن کے نظریات کی کس شدت کے ساتھ مخالفت کی۔" [1]

آل انڈیا ریڈیو بمبئی کے اس مکالمہ سے دو باتیں صاف طور پر عیاں ہیں۔

(۱) سائنس کا خیال اب تک یہی ہے کہ "مذہب" اس کا دشمن ہے اور ان میں تطابق و توافق کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی مگر چرچ، کلیسا، بشپ اور آرچ بشپ سب ہاتھ جوڑ کر فرمارہے ہیں کہ عیسوی مذہب اور سائنس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سائنس کے مقابلہ پر کلیسا کی کمر ٹوٹ چکی ہے اور اس نے اپنی شکست اور سائنس کی فتح کا کھلا اعتراف کر لیا ہے۔

(۲) دوسری بات وہی ہے جسے ثابت کرنے کے لئے ہم نے قلم اٹھایا ہے یعنی معرکہ مذہب

---

[1] بمبئی کرانیکل ویکلی ایڈیشن مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۴۰ء ۱۲

وسائنس سے مراد مسیحیت اور سائنس کا معرکہ ہے۔ ڈاکٹر ڈی اوائن نے اگرچہ سائنس کے مقابلہ پر "مذہب" ہی کا نام لیا ہے۔ مگر ان کی عبادت سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ مذہب سے ان کی مراد صرف مسیحیت اور کلیسائی نظام ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس تصادم کے ثبوت میں چرچ کا نام لیا۔ پوپ پال چہارم کا نام لیا۔ ان کے مذہبی اعلان کی تشریح کی، اور اس شخص کے سامنے کی جو عیسائی ہے۔ عیسائیت کا نمائندہ اور بمبئی کا آرچ بشپ ہے! حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے جواب میں ایک مسلمان عالم کو بھی بولنے کا موقع دیا گیا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے جواب الجواب میں ان کے دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا تھا، مگر وہ سائنس کے مقابلہ پر اسلام کا نام تک نہ لے سکے اور کسی امام، کسی شیخ الاسلام اور کسی مفتی کا ایک قول بھی سائنس کی مخالفت میں پیش نہ کر سکے۔ اور نہ اسلام کے کسی ایسے مسئلہ کی طرف اشارہ فرما سکے جو واقعہ اور مشاہدہ کے خلاف ہو۔ لہٰذا یہ امر پایۂ تحقیق کو پہنچ گیا کہ سائنس کا مقابلہ مسیحیت اور کلیسا سے ہے۔ اسلام سے نہیں ہے، اور "مذہب" سے حکما کی مراد بھی مسیحیت ہے، اسلام سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہے۔

عیسائیت پر پہلا حملہ: چونکہ علماء وحکماء کو معلوم تھا کہ سائنس کی راہ میں مسیحی مذہب ایک زبردست خلیج ہے۔ اس لئے انہوں نے پہلے اس خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی اور جس قلعہ کو ناقابل تسخیر تصور کیا جا رہا تھا اس پر تین محاذ سے اس قدر شدید گولہ باری کی کہ بنیاد تک کی اینٹیں نکل گئیں جس طرح عیسائیت نے کلیسا پر حملہ کرنے کے لئے تین محاذ بنائے اور تینوں محاذوں کو اس کے خلاف استعمال کیا اور ہر محاذ پر اسے نمایاں کامیابی اور فتح حاصل ہوئی۔

عیسائیت پر سب سے پہلا حملہ ڈارون کی طرف سے ہوا۔ جس وقت اس کی کتاب "اصل الانواع" منظر عام پر آئی تو عیسائی دنیا میں ایک کہرام مچ گیا۔ کتاب کے دلائل سے کلیسا نے محسوس کر لیا کہ ڈارون کے نظریۂ ارتقاء نے کتب مقدسہ کی نبیادوں کو ہلا دیا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ڈارون کی تھیوری پر جو بھی ایمان لاتا ہے اس کے لئے لازمی ہو جاتا ہے کہ توریت (کتاب پیدائش) کے الہامی حقائق کو غلط اور خلاف واقعہ قرار دے اور ایک کتاب کے بعد تمام کتب مقدسہ کا انکار کر دے۔ نظریہ ارتقاء نے بائبل کی تشریحات متعلقہ تخلیق انسانی اور ہبوط انسانی کی بنیادیں ہلا ڈالیں اور ڈارون ازم نے کلیسا کے حق میں وہ کام کیا جس کا تصور بھی کلیسا کے لئے

ناممکن تھا۔ کتاب پیدائش کی تشریحات اور تخلیق کی داستان کا جو نقشہ مشہور شاعر ملٹن نے اپنی "فردوس المفقود" میں جس انداز کے ساتھ کھینچا تھا وہ مسیحیت کے دل ودماغ پر نقش ہو چکا تھا مگر ڈارون کی بمباری نے یہ سارے نقشے محو کر دیئے اور دیکھتے دیکھتے یورپ کا بیشتر حصہ گرجا سے منحرف ہو کر ڈارون ازم کی پناہ میں آگیا۔

نظریۂ ارتقاء کے ذیل میں جب اجرام ساویہ کی تحقیقات شروع ہوئی اور علم الحیات، علم طبقات الارض، علم نسل انسانی کی مدد سے یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ دنیا کی عمر کروڑوں سے گذر کر اربوں سال سے بھی متجاوز ہے تو مسیحیت کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ کیونکہ سائنس داں کہتے تھے کہ دنیا کی عمر اتنی طویل ہے کہ اس کا شمار بھی نہیں ہو سکتا اور کلیسا کا فرمان تھا کہ دنیا کی عمر پر کل سات ہزار سال گزرے ہیں! اے، این وائٹ ہیڈ لکھتا ہے۔

"آج سے ایک سو سال پہلے علم طبقات الارض کے ماہرین نے دنیا کی عمر میں توسیع کا مطالبہ کیا، مگر یہ سنتے ہی پروٹسٹنٹ اور کیتھولک چرچ میں صف ماتم بچھ گئی۔ اسی طرح نظریۂ ارتقاء بھی کلیسا کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔" [1]

کچھ دنوں تک تو مسیحیت کے حامی دھینگا مشتی ہی کرتے رہے مگر جب وسیع تحقیقات نے اپنا دامن پھیلایا تو مسیحی دنیا مجبور ہوئی اور "دنیا کی عمر میں توسیع" کا مطالبہ خاموشی سے منظور کر لیا گیا۔

ڈارون اور کلیسا: اگر کلیسا نظریہ ارتقاء کے مقابلہ پر ڈٹی رہتی تو ممکن تھا کہ "مذہب" اور سائنس کا معرکہ کچھ عرصہ تک اور گرم رہتا مگر مسیحیت نے اسی میں خیر سمجھی کہ اپنی ہار مان لی اور ہار بھی ایسی جس نے مادّیین اور متشککین کو دہریت کی دلدل میں پھنسا کر چھوڑ دیا اور ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ خدا، انبیاء، کتب مقدسہ اور مذہب کا انکار کردیں۔ ڈارون کے حملوں سے بچنے یا کتب مقدسہ کو بچانے کے لئے آباء کلیسا نے پہلی تدبیر تو یہ کی کہ نظریۂ ارتقاء کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ بشپ گور لکھتا ہے کہ

> "چودھویں صدی عیسوی میں ڈارون کا نظریۂ ارتقاء مسیحی میں تسلیم کیا جا چکا تھا اس لئے ہمارے لئے اس سے گھبرانے اور سہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خیال کہ کتاب

---

[1] صفحہ ۲۱۱ Science & The Modern World

پیدائش کے ابتدائی ابواب میں تخلیق کائنات کے مسئلہ میں جو کچھ کہا گیا ہے محض تمثیلی ہے، تاریخی اور واقعی نہیں ہے۔ نہ صرف اسکندری اسکول کے عیسائیوں میں بلکہ ابتدائی صدی کے مسیحیوں میں تسلیم کیا جا چکا تھا۔ سینٹ گریگوری کے بعد سینٹ اگسٹائن نے اس حقیقت کا اعلان کیا کہ آغاز دنیا میں خدا نے زندگی کے صرف جراثیم پیدا کئے جو بعد میں آہستہ آہستہ نشوونما پاتے رہے اور ایک مدت کے بعد درجہ تکمیل کو پہنچے۔ قدیم ترین عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ خدا نے آغاز میں انسان کو مکمل شکل میں پیدا نہیں کیا کیونکہ یہ عادت اللہ کے خلاف ہے بلکہ اس نے انسان اول میں تکمیل کا وہ درجہ پیدا کیا جس میں ارتقا کی پوری صلاحیت موجود تھی۔ بلاشبہ مسئلہ ارتقاء نے انیسویں صدی میں جو دلچسپی پیدا کی وہ چوتھی صدی میں موجود نہ تھی اور اس وقت نظریہ ارتقاء پر حیرت کا اظہار نہ کیا جاتا تھا۔“ [۱]

مطلب یہ ہے کہ کتاب پیدائش میں تخلیق کائنات اور انسانی پیدائش کی جو صورت بیان کی گئی ہے وہ چونکہ ڈاروِن ازم سے مطابقت نہیں رکھتی لہٰذا آسان صورت یہ ہے کہ مسئلہ ارتقاء کا انکار کرنے کے بجائے توریت کتاب پیدائش کے بیان کو غیر واقعی، غیر تاریخی اور تمثیلی قرار دے دیا جائے اور جرأت کے ساتھ اس کا اعلان کر دیا جائے کہ چوتھی صدی کے آباء اور مسیحی علماء خود مسئلہ ارتقاء کے قائل تھے۔

کیا اس بیان کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسیحیت نے سائنس کے مقابلہ پر شکست نہیں کھائی؟ سائنس اپنی جگہ پر قائم ہے مگر کلیسا اپنا مقام چھوڑ چکی ہے اور اس کے ارکان نہ صرف یہ کہ سائنس کے سامنے سرنگوں ہو چکے ہیں بلکہ اس کی خاطر کتب مقدسہ کے الہامی حقائق کو غیر واقعی اور تمثیلی قرار دے رہے ہیں! کیا سائنس کے علماء عیسائیت کی اس رجعت اور پسپائی سے ناواقف ہیں؟ کیا اس کے بعد بھی ان کے دلوں میں مسیحیت اور کتب مقدسہ کے لئے کوئی جگہ باقی رہ سکتی ہے؟ مسیحیت نے سائنس سے ہمکنار ہونے کے لئے کتب مقدسہ پر ہی ہاتھ صاف کر ڈالا اور سائنس نے اسی بات سے بھانپ لیا کہ مسیحیت نے جس قلعہ کو ناقابل تسخیر قرار دے رکھا تھا اس کی حقیقت بیت عنکبوت سے زیادہ نہیں ہے! (باقی آئندہ)

---

[۱] بشپ گور صفحہ ۱۹ Belief in God